ادارۂ تالیفاتِ اشرفیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

بالحق لوگوں کے قتل وغارت سے بچتے ہیں۔ جھگڑے، گردنیں مارنا، بدامنی پیدا کرنا یہ رحمٰن کے بندوں کا کام نہیں ہے کہ بس تلوار ہاتھ میں ہے اور مارتے ہوئے چلے گئے۔ زبان قینچی کی طرح چل رہی ہے ذلیل کرتے ہوئے چلے گئے یہ تو شیطان کے بندوں کا کام ہے یہ رحمٰن کے بندوں کا کام نہیں ہے کہ قتل وغارت گری کرتے پھریں ہاں الا بالحق خدائی حکم لے کر قتل وغارت گری کرنا خدا کے بندوں میں ایسے ناہنجار پیدا ہوگئے کہ وہ اللہ کے آگے نہیں جھکتے اور جھکنے والوں کو وہ پامال کرنا چاہتے ہیں اُس فتنہ کو دفع کرنے کے لئے قتل کر سکتے ہیں باقی انسانی غیظ و غضب نکالنے کیلئے قتل کرنا یہ مومن کا کام نہیں تم دنیا میں اس لیے نہیں آئے ہو کہ نفسانی غیظ کے لئے لوگوں کو قتل کرو۔ جس نفس کو اللہ نے حرام کر دیا ہے تمہیں کیا حق ہے اسے حلال کرنے کا۔

بندہ وہ ہے جو بندگی اختیار کرے بندہ وہ ہے جو آقا کا فرمانبردار ہو اور آقا کا فرمان مانے اگر آقا کہے کہ قتل وغارت کرو کہ بہت اچھا اور آقا کہے کہ امن سے رہو کہ بہت اچھا، اگر آقا کہے کہ تخت وسلطنت پر بیٹھو کہ بہت اچھا اور اگر یوں کہے کہ غلام بن کر ٹوکرا اٹھاؤ کہ بہت اچھا تو بندہ وہ ہے کہ جو آقا کا حکم ہو وہ کرے ہر طرح سے اللہ کے حکم کی پابندی کرے یہی بندگی ہے اگر وہ کہے کہ نماز پڑھو تو نماز پڑھنا بندگی ہے وہ کہیں کہ ہر گز نماز مت پڑھو تو نماز چھوڑ دینا بندگی ہے پھر جائز نہیں نماز پڑھنا۔ وہ حکم دیتے ہیں کہ پانچ وقت میں نماز پڑھو یہی عبادت ہے اور تین وقتوں میں حکم دیا گیا کہ حرام ہے نماز پڑھنا۔ عین طلوع کے، عین غروب کے وقت، عین زوال کے وقت، ان وقتوں میں پڑھو گے تو گنہگار ہو جاؤ گے۔ معلوم ہوا کہ نہ نماز کا پڑھنا عبادت ہے، نہ چھوڑنا عبادت ہے بلکہ کہنا ماننا عبادت ہے۔ ہم اگر کہیں کہ چھوڑ دو تو چھوڑنا عبادت ہے، رمضان آیا حکم دیا کہ روزے رکھو روزہ رکھنا عبادت ہے عید کا دن آیا حکم ہوا کہ آج ہر گز روزہ مت رکھو روزہ رکھنا بالکل جائز نہیں تو روزہ نہ رکھنا عبادت ہے معلوم ہوا کہ نہ روزہ رکھنا عبادت ہے نہ ترک روزہ عبادت ہے بلکہ کہنا ماننا عبادت ہے جب ہم کہیں

نے کہا مگر آپ کو دیکھنے کے لئے آگیا ہوں اس کے بعد حاجی صاحب نے اس کو اسلام کی طرف متوجہ کرنے کی تمہید شروع کی اور کہا کہ سادھو جی آپ تو بڑے باکمال معلوم ہوتے ہیں آپ سے تو کرشمے بھی ظاہر ہوتے ہیں اس نے کہا کہ مالک کی دین ہے میں کیا چیز ہوں حاجی صاحب نے کہا کہ نہیں صاحب آپ تو بڑے باکمال ہیں ہر ایک میں ایسا کمال نہیں ہو سکتا ہے جو آپ کے اندر ہے جب خوب تعریف کرلی پھر اس کے بعد کہا کہ یہ کمال آپ کو کس طرح حاصل ہوا اس نے کہا کہ میرا ایک اصول ہے کہ جس چیز کو میرا جی چاہا میں نے وہ نہیں کی ہمیشہ میں نے جی میں آئی ہوئی چیز کے خلاف کیا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جی پر مجھے قابو ہو گیا اور اب میرا نفس اور دل میرے تابع ہیں میں اس کے تابع نہیں ہوں۔ یہ مشق کی میں نے۔ حاجی صاحب نے کہا کہ واقعی آپ نے تو اصول اختیار کیا یہ اسی مجاہدہ کا نتیجہ ہے کہ آپ بڑے باکمال ہو گئے ہیں۔ اس سے اس قسم کی باتیں خوب کہہ کر اخیر میں کہا کہ اسلام لانے کو بھی جی چاہتا ہے یا نہیں اس نے کہا کہ بالکل نہیں۔ حاجی صاحب نے وہیں بات پکڑلی کہ پھر تو ضرور قبول کرو۔ ورنہ تمہارا اصول ختم ہو جائے گا جو عمر بھر کی محنتیں ہیں وہ سب ضائع ہو جاویں گی۔ جب اصول کے خلاف ہوگا اگر جی چاہتا اسلام لانے کو تو بالکل نہ لاتے۔ مگر جب جی نہیں چاہتا ہے تو جی کے خلاف کرو اور اسلام لاؤ۔ ورنہ تو پھر تمہارا اصول ختم ہو کر تمام محنت غارت ہو جاتے گی۔ کیونکہ جب اصول باطل ہو جاتا ہے تو اسکی جزئیات بھی باطل ہو جاتی ہیں غرض اس کو ایسا گھیر لیا کہ وہ اسی مجلس میں مسلمان ہو گیا اور اسکی وجہ سے اور بھی بہت سے مسلمان ہو گئے انہوں نے کوئی ایسی تعلیم نہ پائی تھی نہ مستند نہ غیر مستند مگر صاحب نسبت ضرور تھے ذکر اللہ رچا ہوا تھا ہر موقعہ کے مناسب حق تعالیٰ الہام فرما دیتے تھے اور قلب میں ایک قسم کا جذبہ تھا دعوت الی اللہ کا حکمت کے ساتھ اس کو پیش کرتے تھے وہ قاعدہ نبجاتی تھی اور تدبیر خود بخود سمجھ میں آتی چلی جاتی تھی۔ تو جب آپ دل میں ٹھان لیں گے اور قلب میں اللہ نے ایمان کا جذبہ بھی دیا ہے تو وقتی تدابیر خود آپ کے دل میں پڑ جائیں گی بشرطیکہ آپ کا عزم بھی ہو۔

دعوت الی اللہ کے غیر مسلم بھی مستحق ہیں

ایک دعوت تو ہے انہوں کو دیناوہ تو ہر حالت میں ضروری ہے جیسے ہماری تبلیغی جماعتیں ہیں کہ انہوں نے ہزاروں آدمیوں کی اصلاح کی مگر یہ میدان کہ غیروں

کو بھی دعوت دی جائے بالکل خالی ہے آخر غیر مسلموں کا بھی تو حق ہے آپ کے اوپر آپ کا اسلام آپ
کی جدی میراث تو نہیں ہے کہ کہیں نہ جائے آپ تک ہی محدود رہے وہ تو دنیا کی تمام اقوام کیلئے
آیا ہے مگر اس کے ان تک پہنچانے کا آپ ہی ذریعہ بنیں گے۔ اور آپ ان تک پہنچا نہیں رہے
ہیں اسلئے آپ ان کا حق مار رہے ہیں جیسے آپ کے اوپر اپنوں کا حق ہے ایسے ہی اغیار کا
بھی حق ہے وہ یہ ہے کہ آپ انکی خیر خواہی کریں اور خیر خواہی یہ ہے کہ انہیں وہ دین پہنچائیں جس
کے ذریعہ وہ عذاب آخرت سے بچ جائیں اور ان تک بات حکمت سے پہنچائیں۔ جیسے حاجی
عبدالرحمٰن صاحب نے پہنچایا اور ایسے انداز سے پہنچائیں کہ ماننے پر مجبور ہو جائیں جو راستہ آسان ہو
اس ذریعہ سے وہ دعوت چلائیں چاہے خدمت کا راستہ ہو یا احسان کا راستہ ہو یا حکمت کا راستہ ہو
بہرحال دعوت الی اللہ لازمی چیز ہے۔

مخاطب کے مناسب حال طریقے سے دعوت پہنچاؤ

میں طلبہ سے کہا کرتا ہوں کہ مدارس میں جو ہماری تعلیم ہے وہ تو بہت ہی اہم اور ضروری ہے اگر تعلیم نہ ہو تو تبلیغ کا بھی دروازہ بند اور تصنیف کا بھی دروازہ
بند ساری بنیاد تعلیم سے ہی چلتی ہے مگر تعلیم حاصل کرنے کے بعد تعلیم ہی کو مقصد بنالینا یہ کافی نہیں
بلکہ دعوت عام ہونی چاہیئے کتابیں پڑھانے کے وقت آپ کتابیں پڑھائیں اور جب دوسرے
لوگ سامنے آئیں تو دعوت الی اللہ کا راستہ اختیار کریں۔ جیسا مخاطب ہو ویسا ہی خادم بن کر اس سے
گفتگو کریں اگر علم و حکمت والا آدمی سامنے آئے تو اسے حکمت کے راستے سے اسلام پہنچائیں کوئی
سادہ لوح آدمی ہو تو سادگی سے اسے اسلام پیش کرد۔ اور اگر کوئی کٹ حجت ہو تو اس کے مسلمات سے
اس پر حجت قائم کریں غرض جیسا مخاطب ہو آپ اس سے ایسا ہی کلام کریں کَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ
عُقُوْلِهِمْ جس درجہ کی عقلیں ہوں اسی درجے کا کلام کیا جائے۔ سادے آدمی کے ساتھ اگر آپ
منطق و فلسفہ بگھارنا شروع کریں گے تو وہ بیچارہ کیا سمجھے گا جیسے لکھنؤ کے ایک زمیندار تھے ان کے
پاس کچھ کاشتکار زمین وغیرہ بونے اور جوتنے کے لئے خادم تھے زمیندار کو کچھ فارسی بولنے کا مرض تھا
اور جی چاہتا تھا کہ فارسی بولا کریں مگر صحیح نہیں بلکہ غلط سلط بولتے تھے ایک بار کچھ دیہاتی جمع ہو کر آئے
ان زمیندار نے دیہاتوں سے کہا کہ امسال دہقان کے کشت زار پر تقاطر اسطار ہوا کہ نہیں یعنی پوچھا